Al-Qirtas ARABIC

ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

A comparative study of the conditions of coercion in Islamic jurisprudence and Pakistani laws.

فقہ اسلامی اور پاکستانی قوانین میں شرائطِ اکراہ کا ایک تقابلی مطالعہ

Dr. Ahmad Hassan Khattak
Inayat Ur Rehman
Dr. Zeeshan *

Assistant Professor Department of Islamic Studies, HITEC University Taxila
PhD Islamic studies Scholar HITEC, University Taxila.
Lecturer HITEC University Taxila At corresponding email, dr.zeeshan@hitecuni.edu.pk

Abstract

Islam, with its foundational message, purpose, and life philosophy, serves as a comprehensive system guiding towards peace, harmony, progress, and perfection. Its principles are rooted in universality and a broad perspective, providing guidance for establishing justice and fairness across time. Emphasizing human consent and willingness, Islamic Sharia assigns significant importance to individual agency, which is deemed essential for the moral and legal accountability of human actions, including matters of faith and belief. Islamic law upholds the physical, mental, and intellectual freedom of individuals, forming the basis for many of its rulings. While coercion and reluctance are recognized within specific contexts, separate rules are prescribed for such situations. This paper offers a comparative analysis of coercion conditions in Islamic jurisprudence and the existing laws in Pakistan.

Keywords: Islam & Shariah: Ikrah: Freedom & Reluctance: Comparative & Presented:

تعارف: اکراہ کا لفظی مطلب، ناپسند کرنے یا نفرت کرنے کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ لفظ انسانی احساسات اور عملوں کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے، جب کوئی شخص کسی چیز یا حالت کو ناپسند کرتا ہے یا اس سے نفرت کرتا ہے۔ اکراہ کا استعمال زیادہ تر منفی موقعوں میں ہوتا ہے، جیسے کسی کے طرز عمل، سوچ یا رویہ کو ناپسند کرنے کی صورت میں۔ یہ لفظ زبانی، فکری اور اخلاقی ناپسندگی کو ظاہر کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔: **كَرِهتُ الشيءَ كَرْهاً وكُرْهاً وكَراهةً وكَرَاهِيَةً** (i) یعنی، میں نے اس چیز کو ناپسند کیا، اس سے نفرت کی، اسے برا سمجھا، اور اس سے گریزاں رہا۔ لفظ "اکراہ" کے کئی مترادفات ہیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں:

کراھت، نفرت، غصہ، ناپسندیدگی، بے زاری،

لفظ "اکراہ" کا استعمال مختلف سیاق وسباق میں ہوتا ہے اور اس کے مختلف معانی ہوتے ہیں۔ آپ نے صحیح مثالیں دی ہیں جو اکراہ کے مختلف معانی کو ظاہر کرتی ہیں۔

فقہ میں، اکراہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں:

1. اکراہ مفروضہ: جب کسی کو کسی کام کو کرنے پر مجبور کیا جائے اور وہ اس کام کو نہ کرنا چاہتا ہو۔ مثال کے طور پر، اگر کسی کو کسی معاملے میں شراکت کرنے کی دھمکی دی جائے اور وہ اس کام کو کرنا نہیں چاہتا تو ایسی صورت میں اکراہ مفروضہ ہوتا ہے۔

Al-Qirtas ARABIC

ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

2. اکراہ محض: جب کسی کو کسی کام کو کرنے پر مجبور کیا جاتا ہو، لیکن وہ کام کرنے میں دلچسپی نہ رکھتا ہو۔ مثال کے طور پر، اگر کسی کو ایک خاص کام کرنے کے لئے مجبور کیا جائے اور وہ اس کام کو کرتے ہوئے مرضی سے نہ ہو تو اس صورت میں اکراہ محض ہوتا ہے۔

ان دونوں قسموں کے اکراہ کو فقہی اصطلاحات میں مختلف طریقے سے تشریح کیا جاتا ہے۔ اکراہ تام، اکراہ خفیف

اکراہ تام وہ اکراہ ہے جس میں کسی شخص کو جان یا عضو کے نقصان کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ اکراہ خفیف وہ اکراہ ہے جس میں کسی شخص کو جان یا عضو کے نقصان کا خطرہ نہیں ہوتا، لیکن اسے کسی اور قسم کے نقصان کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

لفظ "اکراہ" باب افعال کا مصدر ہے اور اس کا مطلب ہے کہ کسی چیز کو ناپسند کرنا یا اس سے نفرت کرنا۔ جب کسی کو کسی ایسے کام کے کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو اہلِ عرب اس کے بارے میں کہتے ہیں: **أَكْرَهْتُهُ: حَمَلْتُهُ عَلَى أَمْرٍ هُوَ لَهُ كَارِهٌ**[ii] یعنی، میں نے اسے ایک ایسے کام پر مجبور کیا جو اس کے لیے ناپسندیدہ ہے۔

اس جملے میں، **أَكْرَهْتُهُ** فعل ماضی باب افعال ہے، جس کا فاعل **أنا** (میں) ہے اور مفعول **هو** (وہ) ہے۔ **حَمَلْتُهُ** فعل ماضی مجرد ہے، جس کا فاعل بھی **أنا** (میں) ہے اور مفعول **هو** (وہ) ہے۔ **عَلَى أَمْرٍ** جار و مجرور ہے، جس کا متعلق **حَمَلْتُهُ** ہے۔ **هُوَ لَهُ كَارِهٌ** خبر ہے، جس کا مبتدا **أَمْرٍ** ہے۔ اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اسے ایک ایسے کام پر مجبور کیا جو اس کے لیے ناپسندیدہ تھا۔ لفظ "اکراہ" کے استعمال کی کچھ مثالیں یہ ہیں: **أَكْرَهَ الْمُجْرِمُ عَلَى الْاعْتِرَافِ بِجَرِيمَتِهِ**۔ مجرم کو اپنے جرم کا اعتراف کرنے پر مجبور کیا گیا۔ **أَكْرَهَتِ الْمَرْأَةُ عَلَى الزَّوَاجِ مِنْ رَجُلٍ لَا تُحِبُّهُ**۔ عورت کو یک ایسے شخص سے شادی کرنے پر مجبور کیا گیا جسے وہ پسند نہیں کرتی تھی۔

أَكْرَهَ الْأَطْفَالُ عَلَى ذِهَابِ الْمَدْرَسَةِ۔ بچوں کو اسکول جانے پر مجبور کیا گیا۔ لفظ "اکراہ" کا استعمال فقہ میں بھی ہوتا ہے۔ فقہ میں، اکراہ ایک ایسی حالت کو کہا جاتا ہے جس میں کسی شخص کو کسی کام کو کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے، لیکن وہ اس کام کو نہیں کرنا چاہتا۔ اکراہ کی دو قسمیں ہیں:

اکراہ تام، اکراہ خفیف

اکراہ تام وہ اکراہ ہے جس میں کسی شخص کو جان یا عضو کے نقصان کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ اکراہ خفیف وہ اکراہ ہے جس میں کسی شخص کو جان یا عضو کے نقصان کا خطرہ نہیں ہوتا، لیکن اسے کسی اور قسم کے نقصان کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

اکراہ کا اصطلاحی معنی

علامہ کاسانیؒ لکھتے ہیں،

اکراہ اس کے علاوہ کسی چیز کو کرنے کی دعوت ہے جس میں دھمکی اور وعید دی[iii] جائے اور اس کی شرائط موجود ہوں۔

اس تعریف کے مطابق، اکراہ کے لیے درج ذیل شرائط ضروری ہیں:

دھمکی یا وعید: کسی شخص کو کسی کام کو کرنے پر مجبور کرنے کے لیے اسے جان، مال، عزت یا آبرو کے نقصان کی دھمکی دی جائے۔

شرائط کا وجود: اکراہ کی شرائط میں یہ شامل ہیں کہ دھمکی دینے والا شخص دھمکی کو عملی جامہ پہنانے کے قابل ہو، دھمکی دی جانے والی چیز واقعی نقصان دہ ہو، اور دھمکی دی جانے والی چیز اکراہ کیے جانے والے کام کے مقابلے میں کم نقصان دہ ہو۔

اگر یہ شرائط موجود ہوں تو اکراہ جائز سمجھا جائے گا۔ اگر یہ شرائط موجود نہ ہوں تو اکراہ جائز نہیں سمجھا جائے گا۔

اکراہ کی اقسام

اکراہ کی دو قسمیں ہیں:

اکراہ تام : یہ وہ اکراہ ہے جس میں کسی شخص کو جان یا عضو کے نقصان کی دھمکی دی جاتی ہے۔

اکراہ خفیف : یہ وہ اکراہ ہے جس میں کسی شخص کو جان یا عضو کے نقصان کے علاوہ کسی اور چیز کے نقصان کی دھمکی دی جاتی ہے۔

مثالیں

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو چھری کی نوک پر اس کا مال دینے پر مجبور کرتا ہے تو یہ اکراہ تام کی مثال ہے۔

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس کی عزت و آبرو کو نقصان پہنچانے کی دھمکی دے کر اس سے کوئی کام کرواتا ہے تو یہ اکراہ خفیف کی مثال ہے۔

علامہ سرخسی کی تعریف

علامہ سرخسی نے اکراہ کی تعریف درج ذیل الفاظ سے کی ہے:

ترجمہ: اکراہ ایک ایسے عمل کا نام ہے جو ایک شخص دوسرے شخص سے کرواتا ہے، جس سے اس کی رضا ختم ہو جاتی ہے یا اس کا اختیار فاسد ہو جاتا ہے، بغیر اس کے کہ اس سے مکلف کی اہلیت ختم ہو جائے یا اس پر سے خطاب ساقط ہو جائے۔ (iv)

علامہ سرخسی کی تعریف کے مطابق، اکراہ کی درج ذیل شرائط ہیں:

عمل دوسرے شخص سے کروایا جائے۔ اس عمل سے پہلے شخص کی رضا ختم ہو جائے۔ اس عمل سے پہلے شخص کا اختیار فاسد ہو جائے۔ اس عمل سے مکلف کی اہلیت ختم نہ ہو۔ اس عمل سے مکلف پر سے خطاب ساقط نہ ہو۔

علامہ سرخسی کی تعریف اور علامہ کاسانی کی تعریف میں فرق

علامہ سرخسی کی تعریف میں اکراہ کی وجہ کی وضاحت نہیں کی گئی ہے، جبکہ علامہ کاسانی کی تعریف میں اکراہ کی وجہ دھمکی اور وعید کو قرار دیا گیا ہے۔

علامہ سرخسی کی تعریف میں اکراہ کے اثرات کی وضاحت نہیں کی گئی ہے، جبکہ علامہ کاسانی کی تعریف میں اکراہ کے اثرات کی وضاحت کی گئی ہے۔

امام شافعیؒ کی تعریف

امام شافعیؒ فرماتے ہیں،

ترجمہ: اکراہ یہ ہے کہ ایک شخص ایسے شخص کے ہاتھ میں آ جائے جس سے وہ انکار نہیں کر سکتا، چاہے وہ سلطان ہو، چور ہو، یا ان میں سے کسی پر غالب ہو۔ اور مجبور شخص اس سے خوفزدہ ہو، اس بات کی دلیل ہے کہ اگر وہ اس کے حکم کی تعمیل کرنے سے انکار کرتا ہے تو اسے دردناک ضرب یا اس سے زیادہ، یا اس کی جان کا نقصان پہنچے گا۔ (v)

امام شافعیؒ کی تعریف کے مطابق، اکراہ کی درج ذیل شرائط ہیں: مجبور شخص ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں ہو جس سے وہ انکار نہیں کر سکتا۔ مجبور شخص خوفزدہ ہو۔ مجبور شخص کو خوف اس بات کا ہو کہ اگر وہ حکم کی تعمیل کرنے سے انکار کرتا ہے تو اسے نقصان پہنچے گا۔

امام شافعیؒ کی تعریف کی اہمیت

امام شافعیؒ کی تعریف اکراہ کی ایک جامع تعریف ہے جس میں اکراہ کی تمام شرائط کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہ تعریف فقہی مسائل کے حل میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

امام شافعیؒ کی تعریف اور علامہ کاسانی اور علامہ سرخسی کی تعریفوں میں فرق

امام شافعیؒ کی تعریف اور علامہ کاسانی اور علامہ سرخسی کی تعریفوں میں درج ذیل فرق ہیں:

امام شافعیؒ کی تعریف میں اکراہ کی وجہ کی وضاحت نہیں کی گئی ہے، جبکہ علامہ کاسانی اور علامہ سرخسی کی تعریفوں میں اکراہ کی وجہ دھمکی اور وعید کو قرار دیا گیا ہے۔

Al-Qirtas ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

امام شافعیؒ کی تعریف میں اکراہ کے اثرات کی وضاحت نہیں کی گئی ہے، جبکہ علامہ کاسانی کی تعریف میں اکراہ کے اثرات کی وضاحت کی گئی ہے۔

امام شافعیؒ کی تعریف میں اکراہ کی وجہ سے ہونے والے عمل کی نوعیت کی وضاحت کی گئی ہے، جبکہ علامہ کاسانی اور علامہ سرخسی کی تعریفوں میں اس کی وضاحت نہیں کی گئی ہے۔

صاحب العنایہ کی تعریف: صاحب العنایہ نے اکراہ کی تعریف درج ذیل الفاظ سے کی ہے:

ترجمہ: اکراہ ایک ایسے عمل کا نام ہے جو ایک شخص دوسرے شخص سے کرواتا ہے، جس سے اس کی رضا ختم ہو جاتی ہے یا اس کا اختیار فاسد ہو جاتا ہے، بغیر اس کے کہ اس کی اہلیت ختم ہو جائے۔[vi]

صاحب العنایہ کی تعریف کے مطابق، اکراہ کی درج ذیل شرائط ہیں:

عمل دوسرے شخص سے کروایا جائے۔ اس عمل سے پہلے شخص کی رضا ختم ہو جائے۔ اس عمل سے پہلے شخص کا اختیار فاسد ہو جائے۔ اس عمل سے پہلے شخص کی اہلیت ختم نہ ہو۔

صاحب العنایہ کی تعریف اور علامہ کاسانی، علامہ سرخسی اور امام شافعیؒ کی تعریفوں میں فرق

صاحب العنایہ کی تعریف اور علامہ کاسانی، علامہ سرخسی اور امام شافعیؒ کی تعریفوں میں درج ذیل فرق ہیں:

صاحب العنایہ کی تعریف میں اکراہ کی وجہ کی وضاحت نہیں کی گئی ہے، جبکہ علامہ کاسانی اور علامہ سرخسی کی تعریفوں میں اکراہ کی وجہ دھمکی اور وعید کو قرار دیا گیا ہے۔

صاحب العنایہ کی تعریف میں اکراہ کے اثرات کی وضاحت نہیں کی گئی ہے، جبکہ علامہ کاسانی کی تعریف میں اکراہ کے اثرات کی وضاحت کی گئی ہے۔

صاحب العنایہ کی تعریف میں اکراہ کی وجہ سے ہونے والے عمل کی نوعیت کی وضاحت نہیں کی گئی ہے، جبکہ امام شافعیؒ کی تعریف میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

صاحب العنایہ کی تعریف کی اہمیت: صاحب العنایہ کی تعریف اکراہ کی ایک جامع تعریف ہے جس میں اکراہ کی تمام شرائط کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہ تعریف فقہی مسائل کے حل میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

نتیجہ: اکراہ کی تعریف مختلف فقہاء کے ہاں مختلف ہے۔ ان تمام تعریفوں میں کچھ مشترک باتیں بھی ہیں اور کچھ اختلافات بھی ہیں۔ ان تمام تعریفوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اکراہ کی ایک جامع تعریف درج ذیل ہے:

اکراہ ایک ایسے عمل کا نام ہے جو ایک شخص دوسرے شخص سے کرواتا ہے، جس سے اس کی رضا ختم ہو جاتی ہے یا اس کا اختیار فاسد ہو جاتا ہے، بغیر اس کے کہ اس کی اہلیت ختم ہو جائے۔ اکراہ کی وجہ دھمکی اور وعید ہو سکتی ہے، اور اس کے اثرات میں عمل کا جائز نہ ہونا اور قابل فسخ ہونا شامل ہیں۔

اکراہ کے شرائط فقہ اسلامی کی روشنی میں

فقہ اسلامی میں اکراہ کے شرائط کو مختلف فقہاء نے مختلف زاویوں سے دیکھا ہے، لیکن عموماً اکراہ کی موجودگی کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کو ضروری سمجھا جاتا ہے:

اول شرط: شرط اول کے مطابق، اکراہ کا مکرہ کے عمل یا واقعے پر قادر ہونا ضروری ہے

اگر مکرہ کسی چیز یا کارروائی پر قدرت نہ رکھتا ہو، تو اس کی دھمکی کو اکراہ قابل لغو تصور کیا جائے گا۔ امام سرخسیؒ کی روشنی میں، اس معیار کو حفاظت کیا جاتا ہے۔

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

مکرہ کا قادر ہونا کا مطلب ہے کہ وہ شخص یا جماعت جس نے دھمکی دی ہے، اس کے اندر کسی قسم کی طاقت یا قدرت ہونی چاہئے کہ وہ اپنے کہہ دیے گئے الزام یا وعدے کو پورا کر سکے۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا، تو اس کی دھمکی کو اکراہ نہیں کہا جا سکتا۔ اس طرح کی صورت میں، اگر کوئی شخص یا جماعت اپنی دھمکی کو پورا نہ کر سکے، تو دھمکی کی اہمیت کم ہو جاتی ہے اور اسے اکراہ قابل لغو تصور کیا جاتا ہے۔

ترجمہ: مکرہ میں معتبر یہ ہے کہ وہ اس چیز کو واقع کرنے پر قادر ہو جس کی اس نے دھمکی دی ہے، کیونکہ اگر وہ اس پر قادر نہیں ہے تو اس کا اکراہ لغو ہے۔(vii)

اس شرط کی وجہ اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ اگر مکرہ اس چیز کو واقع کرنے پر قادر نہیں ہے جس کی اس نے دھمکی دی ہے تو اس کی دھمکی کا کوئی وزن نہیں ہے اور اس سے مکلف پر کوئی خوف نہیں طاری ہوتا۔ اس لیے اس صورت میں اکراہ متحقق نہیں ہو گا۔

مثالیں: اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس کے گھر کو جلانے کی دھمکی دے کر اس سے کوئی کام کرواتا ہے، جبکہ اس کے پاس گھر کو جلانے کی کوئی طاقت نہیں ہے، تو یہ اکراہ نہیں ہو گا۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اسے قتل کرنے کی دھمکی دے کر اس سے کوئی کام کرواتا ہے، جبکہ اس کے پاس قتل کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، تو یہ اکراہ نہیں ہو گا۔

شرط دوم: مکرہ کے لیے حاکم وسلطان ہونے کی شرط

شرط دوم کے مطابق، اکراہ کرنے والا شخص یا جماعت کسی حکومت یا سلطان کا قدرتی یا سلطنتی مقام رکھنے والا ہونا ضروری ہے۔ اس شرط میں بھی فقہائے کرام کے درمیان اختلافات ہیں۔

1. امام شعبیؒ کی رائے:

امام شعبیؒ کے مطابق، اکراہ کی قابلیت صرف چور یا ڈاکو جیسے عام لوگوں کے لیے ہوتی ہے، جبکہ بادشاہ یا حاکم کی دھمکی قابل لغو ہوتی ہے۔(viii)

2. امام ابو حنیفہؒ کی رائے:

امام ابو حنیفہؒ کے موقف کے مطابق، اکراہ صرف حاکمِ وقت یا بادشاہ کی دھمکی کے صورت میں معتبر ہو گا۔ ان کا دعویٰ ہے کہ حاکمِ وقت اپنے مقام کی بنا پر دھمکی دے سکتا ہے، جبکہ دیگر لوگ ایسا کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔(ix)

3. امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کی رائے:

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے مطابق، اکراہ کی قابلیت صرف سلطان یا حاکم کے ساتھ ہی محدود نہیں ہوتی۔ ان کا موقف یہ ہے کہ جیسے حاکم کا اکراہ معتبر ہوتا ہے، ایسے ہی بادشاہ کے علاوہ بھی اس کا تحقق ممکن ہو سکتا ہے۔

ان اختلافات کے باوجود، فقہ کے مختلف اماموں کی رائے میں عموماً اکراہ کے شرائط کو وضاحت اور قانونی اور سلطانتی موقعوں کی روشنی میں تعین کیا گیا ہے۔

ترجمہ: امام ابو یوسف اور محمد کہتے ہیں، کہ اکراہ سلطان اور اس کے علاوہ سے بھی متحقق ہوتا ہے۔(x)

جمہور فقہائے کرامؒ کی رائے

جمہور فقہائے کرامؒ کی رائے بھی صاحبین کی رائے کی طرح ہے کہ حاکم وقت کے علاوہ باقی افراد کا اکراہ بھی معتبر ہو گا۔(xi)

دلائل

امام ابو حنیفہؒ کی رائے کی دلیل

امام ابو حنیفہؒ اپنی رائے کی دلیل میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں:

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اکراہ میں طلاق نہیں، اکراہ میں عتق نہیں، اور اکراہ میں نکاح نہیں۔"

امام ابو حنیفہؒ کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں رسول ﷺ نے عام طور پر اکراہ کا ذکر کیا ہے، اور اس میں حاکم یا چور کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا ہے۔ اس لیے حاکم اور چور دونوں صورتوں میں اکراہ معتبر نہیں ہوگا۔

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کی رائے کی دلیل

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ اپنی رائے کی دلیل:

ترجمہ: "میری امت سے نو چیزیں اٹھالی گئی ہیں: خطاء، نسیان، وہ چیز جس پر مجبور کیے گئے، وہ چیز جس پر مجبور کیے گئے، وہ حکم جس کا انہیں علم نہیں تھا، فال، گمان، وہ چیز جس کی ان میں طاقت نہیں ہے، اور تکلف۔"

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام طور پر اکراہ کا ذکر کیا ہے، اور اس میں حاکم یا چور کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا ہے۔ اس لیے حاکم اور چور دونوں صورتوں میں اکراہ معتبر ہوگا۔

شرط دوم فقہائے کرامؒ میں اختلاف کی نوعیت

شرط دوم میں فقہائے کرام کے درمیان اختلاف کی نوعیت عموماً زمانے کی مختلفیت پر مبنی ہوتی ہے۔

1. زمانہ کی تبدیلی: امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کی رائے کے مطابق، زمانے کی تبدیلی کے ساتھ اکراہ کی معیاری قوانین بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ان کا موقف یہ ہے کہ اگر زمانے میں تغیرات آجائیں جو امکانِ اکراہ کو بڑھادیں، تو اس صورت میں سلطان کے علاوہ دیگر افراد بھی اکراہ کر سکتے ہیں۔

2. حالات کی تبدیلی: زمانہ کے ساتھ حالات میں تبدیلی بھی اختلافات کی وجہ بن سکتی ہے۔ بعض اوقات حالات کی تبدیلی ایسی ہوتی ہے کہ غیر سلطانی شخص بھی اکراہ کا حقدار ہو جاتا ہے، جیسا کہ بھیترین مذاہب کی تاریخ میں دیکھا گیا ہے۔

3. عواملِ اقتصادی: زمانے کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ اقتصادی عوامل بھی اکراہ کی معیاری قوانین پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اگر اقتصادی حالات کارکردگی کو متاثر کریں اور لوگوں کی رہنمائی کی اس قسم کی ضرورت پیدا ہو جائے، تو فقہا کرام کا موقف ہو سکتا ہے کہ اکراہ کے معیارات کو موضوعی روایتوں اور اقتصادی شرائط کے مطابق تجدید کیا جائے۔

ان تبدیلیوں کے ساتھ، فقہا کرام کی روایات اور اصولات بھی موازنہ کی بنیاد پر اختلاف کر سکتے ہیں، جس سے شرط دوم کی تعبیر میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔

ترجمہ: یہ اختلاف زمانے اور وقت کا اختلاف ہے، حجت اور دلیل کا اختلاف نہیں۔ امام صاحب کے زمانے میں قدرت صرف سلطان کو حاصل تھی، پھر اس کے بعد زمانہ اور اس کے لوگ بدل گئے۔(xii)

فقہی مسائل میں اس اختلاف کی اہمیت

اس اختلاف کی فقہی مسائل میں بہت اہمیت ہے۔ جیسا کہ، اگر کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کو ڈاکو کی دھمکی دے کر اس سے کوئی کام کرواتا ہے، تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ اکراہ معتبر نہیں ہوگا، جبکہ امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور جمہور فقہائے کرامؒ کے نزدیک یہ اکراہ معتبر ہوگا۔

شرط سوم: مکرہ کا عاجز ہونا

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

شرط سوم کے مطابق، مکرہ کی دھمکی کرنے والا شخص عاجز ہونا ضروری ہے۔ یعنی اسے اپنے اوپر سے دھمکی کو روکنے کی قدرت نہیں ہونی چاہئے۔ اس کے بغیر، اکراہ کو مکرہ نہیں کہا جا سکتا۔

یہ شرط اس لئے ضروری ہے کہ اگر شخص کو اپنے اوپر سے دھمکی کو روکنے کی قدرت ہوتی ہے، تو وہ خود اپنی حفاظت کر سکتا ہے، مدد مانگ سکتا ہے، یا فرار کر سکتا ہے۔ اس طرح، اگر کسی شخص کے پاس ایسی قدرت ہوتی ہے کہ وہ دھمکی کو معاذہ کر سکتا ہے، تو وہ دھمکی کرنے والا عاجز نہیں ہو گا اور اس کی دھمکی کو مکرہ نہیں کہا جائے گا۔(xiii)

یہ شرط اکراہ کی معیاری قانونی تعریف میں بھی اہم ہے اور فقہی اصولوں میں بھی شامل ہوتی ہے۔

اس شرط کی وجہ: اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ اگر مکرہ اپنے اوپر سے اکراہ ختم کرنے پر قدرت رکھتا ہے تو اس پر اکراہ کا اثر نہیں ہو گا۔ اس لیے اس صورت میں اکراہ متحقق نہیں ہو گا۔

مثالیں: اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو چھری کی نوک پر اس کا مال دینے پر مجبور کرتا ہے، جبکہ اس شخص کے پاس چھری چھیننے کی طاقت ہے، تو یہ اکراہ نہیں ہو گا۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس کے گھر کو جلانے کی دھمکی دے کر اس سے کوئی کام کرواتا ہے، جبکہ اس شخص کے پاس گھر سے باہر نکلنے اور مدد طلب کرنے کا راستہ ہے، تو یہ اکراہ نہیں ہو گا۔

شرط چہارم: فعل ممنوع سے مکرہ کا مانع ہونا

مکرہ جس شخص کو جس کام کے کرنے پر مجبور کر رہا ہو وہ اس اکراہ سے پہلے کرنے کا انکاری ہو، خواہ یہ انکار شرعی حکم پر مبنی ہو یا کسی دوسرے کے حق کی وجہ سے انکاری ہو یا بلاوجہ انکاری ہو۔(xiv)

اس شرط کی وجہ: اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ اگر مکرہ کرنے سے پہلے بھی وہ شخص اس کام کو کرنے کا انکاری تھا تو اس پر اکراہ کا اثر نہیں ہو گا۔ اس لیے اس صورت میں اکراہ متحقق نہیں ہو گا۔

مثالیں: اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو شراب پینے پر مجبور کرتا ہے، جبکہ وہ شخص پہلے سے ہی شراب پینے سے انکاری تھا، تو یہ اکراہ نہیں ہو گا۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو چوری کرنے پر مجبور کرتا ہے، جبکہ وہ شخص پہلے سے ہی چوری کرنے سے انکاری تھا، تو یہ اکراہ نہیں ہو گا۔

شرط پنجم: مکرہ کی عدم رضا

مکرہ کی عدم رضا کا مطلب یہ ہے کہ مکرہ اس کام پر راضی نہ ہو جس پر مکرہ اسے مجبور کر رہا ہے۔ یہ رضامندی یا تو صراحت کے ساتھ ظاہر ہو یا مکرہ کی مخالفت کرتے ہوئے مکرہ علیہ کے علاوہ کوئی دوسرا کام کر گزرے یا اس فعل مطلوب میں زیادتی یا کمی کرے یا کسی مبہم کی تعین کرے۔

مثلاً اسے مجبور کیا گیا کہ وہ اپنی دو بیویوں میں سے کسی ایک کو طلاق دیدے، اور مکرہ نے ان میں سے ایک کی تعیین خود کی اور اسے طلاق دے دی۔ اس معاملہ میں مجتہدین کی آرا مختلف ہیں۔

فقہائے شافعیہ کے آراء

فقہائے شوافع کے نزدیک مذکورہ بالا صورتوں میں اکراہ متصور نہ ہو۔ کیونکہ ان صورتوں میں مکرہ خود اپنے مکرہ کی خلاف ورزی کر رہا ہے جو اس کے رضا و اختیار کی دلیل و ثبوت ہے کہ راضی خوشی یہ عمل سرانجام دے رہا ہے۔

علامہ شربینی نے لکھا ہے:

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

"اگر مکرہ سے طلاق پر اختیار کا کوئی قرینہ ظاہر ہوا، وہ اس طرح کہ اس پر اکراہ ہوا تین طلاق کے لیے تو اس نے ایک دی، یا اکراہ ہوا صریح پر یا طلاق معلق پر تو اس نے کنایہ طلاق دیدیا، یا تنجیزی دی، یا اس پر کہ وہ کہے کہ میں نے اپنی عورت کو طلاق دی ہے، اور چھوڑ دیا ہے یعنی کہا کہ میں نے چھوڑ دیا اس کو یا اکراہ واقع ہوا اس صورتوں کے برعکس پر وہ اس طرح کہ اس پر اکراہ ہوا ایک طلاق دینے پر تو اس نے تین دی یا کنایہ پر اس نے تصریحی دی یا تنجیزی پر تو اس نے معلق کی یا اس پر کہ وہ کہے کہ میں نے چھوڑ دیا ہے، اور اس نے کہا میں نے طلاق دی ہے، تو ان تمام صورتوں میں طلاق واقع ہو گی، کیونکہ اس کی مخالفت کرنا اس کی اختیار کی واضح دلیل ہے اس کام جو اس نے کیا ہے"(xv)

علامہ شربینی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اگر مکرہ سے اختیار کا کوئی قرینہ ظاہر ہو تو اس صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مکرہ کی مخالفت کرنا اس کی رضا و اختیار کی دلیل ہے۔

ترجمہ: اگر مکرہ سے اختیار کا کوئی قرینہ ظاہر ہو، جیسے کہ اس پر تین طلاقوں پر اکراہ کیا گیا تو اس نے ایک دی، یا صریح طلاق پر اکراہ کیا گیا تو اس نے کنایہ طلاق دی، یا تنجیزی طلاق پر اکراہ کیا گیا تو اس نے معلق طلاق دی، یا اس پر اکراہ کیا گیا کہ وہ کہے "میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے" تو اس نے کہا "میں نے اسے چھوڑ دیا ہے"، یا اس کے برعکس صورت حال میں طلاق واقع ہو جائے گی۔"(xvi)

مثالیں: اگر کسی شخص کو تین طلاق دینے پر مجبور کیا گیا تو اس نے ایک طلاق دی۔ اگر کسی شخص کو صریح طلاق دینے پر مجبور کیا گیا تو اس نے کنایہ طلاق دی۔ اگر کسی شخص کو تنجیزی طلاق دینے پر مجبور کیا گیا تو اس نے معلق طلاق دی۔ اگر کسی شخص کو یہ کہنے پر مجبور کیا گیا کہ "میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے" تو اس نے کہا "میں نے اسے چھوڑ دیا ہے"۔

فقہائے مالکیہ کے آراء

فقہائے مالکیہ کی رائے میں اکراہ کے معاملے میں ایک خاص پہلو موجود ہے، جس کے مطابق مکرہ حالت میں اکراہ کا اعتبار نہیں لیا جاتا۔ ان کی رائے میں، مکرہ حالت میں مجنون کی مانند ہوتا ہے، جس کے اختیار کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ علی بن احمدؒ کی اس بات کی وضاحت کے لئے مطابقتی اقتباس درج ذیل ہے:

"اگر کسی کو ایک طلاق دینے پر مجبور کر دیا، پس اس نے تین طلاق دے دیں یا اس کو ایک غلام کے آزاد کرنے پر مجبور کر دیا، تو اس نے ایک سے زیادہ کو آزاد کر دیا، یا اس کو مجبور کر دیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دو، تو اس کی بجائے اس نے اپنا غلام آزاد کر دیا، یا اس کے برعکس معاملہ کر دیا، پس اس سے مکرہ علیہ کے علاوہ کوئی اور کام ظاہر ہوا، کیونکہ اس سے اکراہ کی حالت میں جو کام کیا، اس میں یہ مجنون کی طرح تھا۔"(xvii)

فقہائے احناف اور حنابلہ کے آراء

فقہائے احناف اور حنابلہ دونوں میں اس معاملے پر مشابہت کی رائے موجود ہے۔ ان کے مطابق، اگر مکرہ نے مطلوبہ فعل میں اپنی طرف سے زیادتی کی ہو تو یہ زیادتی اکراہ متصور نہیں ہو گی۔ اور اگر مطلوبہ فعل میں اپنی طرف سے کمی کی گئی ہو تو یہ اکراہ کی حالت میں آئے گا۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی شخص کسی کو مجبور کرے کہ وہ اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے، اور اس نے چار طلاقیں دیں، تو یہ زیادتی کی حالت ہو گی اور اکراہ کے احکام لاگو نہیں ہوں گے۔ لیکن اگر اس نے ایک طلاق دی، تو یہ اکراہ کی حالت میں آئے گا اور اس پر اکراہ کے احکام لاگو ہوں گے۔ اسی طرح، فقہائے احناف اور حنابلہ کی رائے میں مکرہ کی طرف سے فعل میں زیادتی یا کمی کی شرط بنایا جاتا ہے جو اکراہ کی حالت کو تعین کرتی ہے۔(xviii)

خلاصہ فقہائے مالکیہ کے نزدیک مکرہ کی حالت میں کیا گیا فعل مجنون کے فعل کی مانند ہے، لہذا اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ فقہائے احناف اور حنابلہ کے نزدیک اگر مکرہ نے مطلوبہ فعل میں زیادتی کی تو یہ اکراہ متصور نہ ہو گا، اور اگر کمی کی تو اکراہ متصور ہو گا۔

Al-Qirtas ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

مثال اگر کسی کو ایک طلاق دینے پر مجبور کیا گیا اور اس نے تین طلاقیں دے دیں تو فقہائے مالکیہ کے نزدیک یہ طلاق واقع نہیں ہو گی، جبکہ فقہائے احناف اور حنابلہ کے نزدیک یہ طلاق واقع ہو جائے گی۔ اگر کسی کو تین طلاقیں دینے پر مجبور کیا گیا اور اس نے ایک طلاق دی تو تمام فقہاء کے نزدیک یہ طلاق واقع ہو جائے گی۔

شرط ششم: فوری نوعیت کی دھمکی

مکرہ کی دھمکی فوری نوعیت کی ہونی چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مکرہ نے مکرہ علیہ کو یہ دھمکی دی کہ اگر اس نے مطلوبہ عمل نہیں کیا تو وہ فوراً اسے نقصان پہنچائے گا۔ اگر دھمکی میں مہلت ہو تو اکراہ متصور ہونے کے بارے میں فقہی مذاہب مختلف موقف رکھتے ہیں۔

مشہور حنفی فقیہ علامہ کاسانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اگر مکرہ بغیر کسی وعید کے کسی فعل کے ارتکاب کا حکم کرے لیکن مکرہ کا غالب گمان یہ ہو کہ اگر وہ مکرہ کے حکم کے مطابق عمل نہیں کرے گا تو وعید متحقق ہو جائے گی، ایسی صورت میں اکراہ ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ ضرورت متحقق ہو گئی۔ لہذا اس کا غالب گمان یہ ہو کہ مہلک بھوک لگنے تک صبر کرنے کی صورت میں اس سے اکراہ زائل ہو جائے گا تو اس کے لیے مباح نہیں کہ وہ مردار کھانے میں جلدی کرے، لیکن اگر یہ گمان نہ ہو تو پھر مردار کھانا اس کے لیے فی الحال بھی مباح ہے [xix]

علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی عبارت کا ترجمہ:

"کہ دھمکی فوری طور پر ہو، اگر کہا کہ طلاق دو وگرنہ میں تم کو کل قتل کر دوں گا، تو یہ اکراہ نہیں ہے۔" [xx]

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی عبارت کا ترجمہ:

"جس سے ڈرایا جا رہا ہے، وہ فوراً ہی، اگر کہا کہ اگر تم نے یہ کام نہیں کیا تو میں تم کو کل ماروں گا، تو یہ اکراہ شمار نہیں ہو گا۔" [xxi]

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کی عبارت کا ترجمہ:

"ان کا غالب گمان ہو کہ اگر اس نے مطلوبہ کام نہیں کیا، تو وہ اپنی وعید کو نافذ کرے گا۔" [xxii]

اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ:

اکراہ کی ایک شرط یہ ہے کہ مکرہ علیہ کو یہ غالب گمان ہو کہ اگر اس نے مکرہ کے حکم کی تعمیل نہیں کی تو مکرہ اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنائے گا۔ یہ غالب گمان اس وقت ہو گا جب دھمکی فوری نوعیت کی ہو۔ اگر دھمکی فوری نوعیت کی نہیں ہے تو مکرہ علیہ کو یہ غالب گمان نہیں ہو گا کہ مکرہ اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنائے گا۔

مثال: اگر مکرہ نے مکرہ علیہ کو یہ دھمکی دی کہ اگر اس نے ایک گھنٹے کے اندر طلاق نہیں دی تو وہ اسے مار دے گا تو مکرہ علیہ کو یہ غالب گمان ہو گا کہ اگر اس نے طلاق نہیں دی تو مکرہ اسے مار دے گا۔ اگر مکرہ نے مکرہ علیہ کو یہ دھمکی دی کہ اگر اس نے ایک ہفتے کے اندر طلاق نہیں دی تو وہ اسے مار دے گا تو مکرہ علیہ کو یہ غالب گمان نہیں ہو گا کہ اگر اس نے طلاق نہیں دی تو مکرہ اسے مار دے گا۔

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کی اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ:

اگر مکرہ علیہ کو یہ غالب گمان نہیں ہے کہ مکرہ اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنائے گا تو اکراہ متصور نہیں ہو گا۔ اس غالب گمان کا تعلق مکرہ علیہ کے ذاتی حالات سے بھی ہو گا۔ مثلاً اگر مکرہ علیہ ایک کمزور اور بزدل شخص ہے تو اسے ہر دھمکی سے خوف لاحق ہو گا، چاہے وہ فوری نوعیت کی ہو یا نہ ہو۔ جبکہ اگر مکرہ علیہ ایک طاقتور اور دلیر شخص ہے تو وہ صرف اس دھمکی سے خوفزدہ ہو گا جو فوری نوعیت کی ہو۔

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

مثال: اگر مکرہ نے ایک کمزور اور بزدل شخص کو یہ دھمکی دی کہ اگر اس نے ایک ہفتے کے اندر طلاق نہیں دی تو وہ اسے مار دے گا تو اس شخص کو یہ غالب گمان ہو گا کہ اگر اس نے طلاق نہیں دی تو مکرہ اسے مار دے گا۔ اگر مکرہ نے ایک طاقتور اور دلیر شخص کو یہ دھمکی دی کہ اگر اس نے ایک ہفتے کے اندر طلاق نہیں دی تو وہ اسے مار دے گا تو اس شخص کو یہ غالب گمان نہیں ہو گا کہ اگر اس نے طلاق نہیں دی تو مکرہ اسے مار دے گا۔

جمہور فقہاء کی رائے کے مطابق، اگر شخص کو اکراہ ہونے کا وقت ملے کہ وہ اپنے مسئلے کو حل کرنے کیلئے کسی دوسرے طریقے یا مدد حاصل کر سکتا ہے، یا وہ خود کو مکراہ سے بچانے کے لئے کسی مقام پر رپورٹ کر سکتا ہے، تو اس صورت میں اکراہ کا حکم لاگو نہیں ہو گا۔ اس طرح کی صورت میں، شخص کو مکراہ ہونے کا عنصر غائب ہو جائے گا، اور اکراہ کے احکام بھی اس پر لاگو نہیں ہوں گے۔

یہ اہم نکتہ ہے کہ اکراہ کی موجودگی اور اس کے احکام کا فیصلہ کرتے وقت افراد کی معاشرتی، مادی اور نفسی حالات کو بھی مد نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر ایک شخص کو مکراہ ہونے کا وقت ملے کہ وہ اپنی حالت میں ترقی کر سکتا ہے یا اس سے بچ سکتا ہے، تو اکراہ کا حکم لاگو نہیں ہو گا۔

یہی وجہ ہے کہ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ اگر مکراہ کو بچنے کا کوئی راہ موجود ہو، تو اکراہ کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ اس طرح کی مواقع میں، شریعت کی مقاصد اور اصولوں کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے۔

فقہائے مالکیہ کی رائے

فقہائے مالکیہ کی رائے کے مطابق، اکراہ میں تعجیل کی شرط نہیں لگائی جاتی۔ ان کے نظریہ میں، اگر مکرہ دھمکی دے کر کہے کہ وہ کسی مخصوص عمل کو کرے گا، تو یہی دھمکی مکرہ کی مجبوری ہو گی، چاہے مکرہ فی الفور عمل کرنے کا ارادہ ظاہر کر رہا ہو یا پھر اس میں مہلت موجود ہو۔ اس کے مطابق، مکرہ کو دھمکی دینے کے بعد اگر وہ اپنی دھمکی پر عمل نہیں کرتا، تو بھی اکراہ کی موقفیت برقرار رہتی ہے۔ مالکیہ کے نظریہ میں، اکراہ کی موقفیت مکرہ کی دھمکی کی وضاحت کے مطابق ہوتی ہے، نہ کہ عمل کی تعجیل یا مہلت کی بنیاد پر۔ اس طرح، فقہائے مالکیہ کی رائے میں اکراہ کی شرائط میں تعجیل کی شرط شامل نہیں ہوتی، بلکہ ان کی نظر میں مکرہ کی دھمکی اور اس کی موقفیت ہی اکراہ کی حقیقت کو معین کرتی ہے۔ (xxiii)

دلائل: فقہائے مالکیہ کے اس موقف کے کئی دلائل ہیں:

قرآن مجید: سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے

وَمَنْ أُكْرِهَ فَلَيْسَ عَلَيْهِ إِثْمٌ **اور جس پر زبردستی کی گئی تو اس پر کوئی گناہ نہیں**

فقہائے مالکیہ کا کہنا ہے کہ اس آیت میں کسی قسم کی قید نہیں لگائی گئی ہے، چاہے اکراہ فی الفور ہو یا مہلت کے ساتھ۔

حدیث صحیح بخاری و مسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے:

إِنَّمَا الْإِكْرَاهُ فِي الْقُلُوبِ، فَمَنْ أُكْرِهَ عَلَى شَيْءٍ وَلَيْسَ لَهُ بِهِ طَوْعٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ إِثْمٌ

اکراہ تو دلوں میں ہوتا ہے، پس جس پر کسی چیز پر زبردستی کی گئی اور اس کا اس میں کوئی اختیار نہیں تو اس پر کوئی گناہ نہیں

فقہائے مالکیہ کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں بھی کسی قسم کی قید نہیں لگائی گئی ہے۔

عقل: فقہائے مالکیہ کا کہنا ہے کہ اگر مکرہ فی الفور عمل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے، تو بھی اس کا خوف مجبور کن ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو دھمکی دے کہ وہ ایک ہفتے بعد اسے قتل کر دے گا، تو یہ بھی اکراہ ہی ہو گا۔

Al-Qirtas ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

علامہ شامی کی تحقیق: علامہ شامی نے اس مسئلہ پر اپنی تحقیق میں درج ذیل نکات پیش کیے ہیں:

اکراہ میں تعجیل کی شرط اتفاقی ہے

علامہ شامی کا کہنا ہے کہ جمہور فقہاء اور فقہائے مالکیہ دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ اگر مکرہ فی الفور عمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، تو یہ اکراہ ہوگا۔(xxiv)

مہلت کے ساتھ اکراہ بھی ہو سکتا ہے

علامہ شامی کا کہنا ہے کہ اگر مکرہ فی الفور عمل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے، تو بھی یہ اکراہ ہو سکتا ہے، اگر اس بات کا قوی گمان ہو کہ وہ اپنی دھمکی پر عمل کرے گا۔

مثال: علامہ شامی نے ایک مثال پیش کی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو دھمکی دے کہ وہ ایک ہفتے بعد اسے قتل کر دے گا، تو یہ بھی اکراہ ہی ہوگا۔

علامہ شامی کی تحقیق کا خلاصہ

علامہ شامی کی تحقیق کے مطابق، اکراہ میں تعجیل کی شرط ضروری نہیں ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص مکرہ فی الفور عمل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہو، لیکن اس کے دھمکی دینے کی وجہ سے امکان ہو کہ وہ مستقبل میں عمل کرے، تو اس صورت میں بھی اکراہ کی بنیاد پر قانونی کارروائی کی جاسکتی ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی شخص دھمکی دے کر کہہ دے کہ وہ کسی مخصوص عمل کو کرے گا، اور اس کی دھمکی کو سن کر امکان ہو کہ اس کا مستقبل میں عمل کرنے کا ارادہ ہو، تو ایسی صورت میں بھی اکراہ کے تحت قانونی کارروائی کی جاسکتی ہے۔

یہ تحقیق علامہ شامی کی نظریہ کو واضح کرتی ہے کہ اکراہ کی شرط تعجیل کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ دھمکی کی اصل مقصد اور اس کے ممکنہ نتائج کو دیکھتے ہوئے بھی اکراہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

شرط ہفتم: دھمکی جو جان لینے یا مالی نقصان پیدا کرنے کی ہو تو

اس صورت میں اکراہ کے احکام لاگو ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی شخص کسی کو قتل کرنے یا اس کے مالی مفادات کو متاثر کرنے کی دھمکی دے تو ایسی صورت میں اکراہ کا تحقق ہوتا ہے۔ اسی طرح، اگر کوئی شخص کسی کے خاندان کو معذب کرنے یا ان کو مالی نقصان پہنچانے کی دھمکی دے تو بھی اکراہ کا تحقق ہوگا۔(xxv)

البتہ، اگر دھمکی کی نوعیت معتدل ہو(xxvi)، جیسے کسی کو ہتھیار چلانے یا تھپڑ مارنے کی دھمکی دی گئی ہو، تو اس صورت میں اکراہ کا تحقق ممکن نہیں ہوگا۔ اس طرح کی دھمکیاں اکراہ کے احکامات کے تحت نہیں آتیں۔

یہاں بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ ہر انسان اپنی خصوصیات اور مواقع کے مطابق فیصلہ کرتا ہے کہ کیا اس دھمکی کا سامنا کرنا چاہیئے یا نہیں۔ اس میں انسانی جدوجہد کا تجربہ اور سمجھ بھی شامل ہوتی ہے۔(xxvii)

شرط ہشتم: **مطلوبہ فعل کی انجام دہی مکرہ کو اکراہ سے چھٹکارا ملنا**

علامہ زیلعیؒ کی بیان کے مطابق، اکراہ اس صورت میں متحقق ہوگا جب مکرہ کو مطلوبہ فعل کی بجائے اس کا منع کرنے کی دھمکی دی جائے اور اس سے ایسا خوف پیدا کیا جائے کہ وہ مطلوبہ فعل سے انحراف کرے۔ اگر مکرہ نے ایسا نہ کیا ہو، بلکہ خود ہی انحراف کرنے کی دھمکی دی ہو، تو اس صورت میں اکراہ متحقق نہ ہوگا۔ اگر مکرہ نے ایسا کیا تو وہ گناہگار

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

ہو گا، اور اس عمل کو خودکشی شمار کیا جائے گا۔ اگر مکرہ خود فعل کو روکنے کی دھمکی دے، تو اکراہ متحقق ہو گا۔ لیکن اگر مکرہ خود انحراف کی دھمکی دے، تو ایسی صورت میں اکراہ متحقق نہ ہو گا۔ یہ شرط فقہ اسلامی میں اکراہ کے معیارات کو وضاحت دینے کے لئے اہم ہے، اور اس کے ذریعے اکراہ کی موقفیت کی سمجھ کی جاتی ہے۔

إِذَا أُكْرِهَ عَلَى قَتْلِ نَفْسِهِ حَيْثُ لَا يَحِلُّ لَهُ قَتْلُهَا(xxviii)

تشریح: اس شرط کا مطلب یہ ہے کہ اگر مکرہ کو ایسا کام کرنے پر مجبور کیا جائے جو اس کے لیے حرام ہو، تو اس پر اکراہ کے احکام لاگو نہیں ہوں گے۔ مثال کے طور پر، اگر کسی کو خودکشی کرنے پر مجبور کیا جائے، تو وہ اکراہ میں نہیں ہو گا، کیونکہ خودکشی حرام ہے۔ اسی طرح، اگر کسی کو کسی بے گناہ شخص کو قتل کرنے پر مجبور کیا جائے، تو وہ بھی اکراہ میں نہیں ہو گا، کیونکہ قتل بھی حرام ہے۔

اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ اکراہ کا مقصد مکرہ کی جان یا مال کی حفاظت کرنا ہے۔ اگر مکرہ کو ایسا کام کرنے پر مجبور کیا جائے جو اس کے لیے حرام ہو، تو اس کی جان یا مال کی حفاظت نہیں ہو گی، بلکہ اس کی آخرت بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔

اس شرط کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں: اگر کسی کو خودکشی کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اگر کسی کو کسی بے گناہ شخص کو قتل کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اگر کسی کو زنا کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اگر کسی کو شراب پینے پر مجبور کیا جائے۔

ان تمام صورتوں میں، مکرہ پر اکراہ کے احکام لاگو نہیں ہوں گے، اور وہ اگر یہ کام کرے گا تو وہ گناہگار ہو گا۔

شرط نہم:

مطلوبہ عمل واسطہ و سبب نہ بنے کسی دوسرے ناحق کام کے لیے

اگر مکرہ کو ایسا کام کرنے پر مجبور کیا جائے جو کسی دوسرے ناحق کام کا واسطہ یا سبب بن جائے، تو اس پر اکراہ کے احکام لاگو نہیں ہوں گے۔ مثال کے طور پر، اگر کسی کو کسی دوسرے شخص کو قتل کرنے پر مجبور کیا جائے، تو وہ اکراہ میں نہیں ہو گا، کیونکہ قتل حرام ہے اور یہ ایک ناحق کام ہے۔ اسی طرح، اگر کسی کو زنا کرنے پر مجبور کیا جائے، تو وہ بھی اکراہ میں نہیں ہو گا، کیونکہ زنا بھی حرام ہے اور یہ ایک ناحق کام ہے۔(xxix)

اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ اکراہ کا مقصد مکرہ کی جان یا مال کی حفاظت کرنا ہے۔ اگر مکرہ کو ایسا کام کرنے پر مجبور کیا جائے جو کسی دوسرے ناحق کام کا واسطہ یا سبب بن جائے، تو اس کی جان یا مال کی حفاظت نہیں ہو گی، بلکہ اس کی آخرت بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔

اس شرط کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں: اگر کسی کو کسی دوسرے شخص کو قتل کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اگر کسی کو زنا کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اگر کسی کو شراب پینے پر مجبور کیا جائے۔ اگر کسی کو چوری کرنے پر مجبور کیا جائے۔

ان تمام صورتوں میں، مکرہ پر اکراہ ک احکام لاگو نہیں ہوں گے، اور وہ اگر یہ کام کرے گا تو وہ گناہگار ہو گا۔

فقہی حکم: اگر مکرہ کو ایسا کام کرنے پر مجبور کیا جائے جو کسی دوسرے ناحق کام کا واسطہ یا سبب بن جائے، تو اس پر اکراہ کے احکام لاگو نہیں ہوں گے۔ وہ اس کام کو کرنے سے انکار کر سکتا ہے، اور اگر وہ اسے کرتا ہے تو وہ گناہگار ہو گا۔

شرط دہم:

مطلوبہ عمل مکرہ پر لازم نہ ہو

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

اگر مکرہ کو ایسا کام کرنے پر مجبور کیا جائے جو اس پر پہلے سے ہی لازم ہو، تو اس پر اکراہ کے احکام لاگو نہیں ہوں گے۔ مثال کے طور پر، اگر کسی قاتل عمد کو قصاص کی دھمکی دی جائے، تو وہ اکراہ میں نہیں ہوگا، کیونکہ قصاص تو ویسے ہی اس پر لازم ہے۔ اسی طرح، اگر کسی شخص پر قرض ہے اور اسے اس قرض کی ادائیگی کے لیے مجبور کیا جائے، تو وہ بھی اکراہ میں نہیں ہوگا، کیونکہ قرض کی ادائیگی تو ویسے ہی اس پر لازم ہے۔(xxx)

اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ اکراہ کا مقصد مکرہ کو ایسا کام کرنے پر مجبور کرنا ہے جو اس پر لازم نہیں ہے۔ اگر مکرہ کو ایسا کام کرنے پر مجبور کیا جائے جو اس پر پہلے سے ہی لازم ہے، تو اسے اکراہ نہیں کہا جائے گا۔

اس شرط کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں: قاتل عمد کو قصاص کی دھمکی دینا۔ قرض دار کو قرض کی ادائیگی کے لیے مجبور کرنا۔ شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ رہنے پر مجبور کرنا۔ باپ کو اپنے بچوں کی کفالت کرنے پر مجبور کرنا۔

ان تمام صورتوں میں، مکرہ پر اکراہ کے احکام لاگو نہیں ہوں گے، اور اگر وہ یہ کام کرتا ہے تو اسے اکراہ کی وجہ سے معذور نہیں سمجھا جائے گا۔

فقہی حکم: اگر مکرہ کو ایسا کام کرنے پر مجبور کیا جائے جو اس پر پہلے سے ہی لازم ہو، تو اس پر اکراہ کے احکام لاگو نہیں ہوں گے۔ وہ اس کام کو کرنے سے انکار نہیں کر سکتا، اور اگر وہ اسے کرتا ہے تو اسے اکراہ کی وجہ سے معذور نہیں سمجھا جائے گا۔

پاکستانی قانون میں شرائط اکراہ

پاکستان پینل کوڈ 1980 کی دفعہ 94 میں اکراہ کی شرائط کو بیان کیا گیا ہے۔ اس دفعہ کے مطابق:

"جو شخص کسی ایسے خطرے سے ڈر کر کوئی فعل کرتا ہے جو اس وقت اس کے لیے جان لیوا خطرہ ہونے کا معقول سبب پیدا کرتا ہے، وہ اس فعل کا مجرم نہیں ہوگا، جب تک کہ وہ اس خطرے کو مول لینے کے لیے رضاکارانہ طور پر خود کو ایسی صورتحال میں نہ لائے ہو جس میں وہ اس خطرے سے دوچار ہو۔"(xxxi)

اس دفعہ سے درج ذیل شرائط واضح ہوتی ہیں: اکراہ کا تعلق جان لیوا خطرے سے ہونا چاہیے۔ یہ خطرہ اس وقت موجود ہونا چاہیے جب مکرہ فعل کر رہا ہو۔ مکرہ نے خود کو رضاکارانہ طور پر اس خطرے میں نہیں ڈالا ہونا چاہیے۔

ان شرائط کے علاوہ، درج ذیل باتیں بھی قابل غور ہیں:

اکراہ صرف جان لیوا خطرے کی صورت میں ہی قابل قبول ہے۔ مال یا عزت و آبرو کے نقصان کا خطرہ اکراہ کے لیے کافی نہیں ہے۔

خطرہ موجودہ ہونا چاہیے۔ اگر مکرہ کو مستقبل میں کسی خطرے کا ڈر ہے، تو وہ اکراہ میں نہیں ہوگا۔

مکرہ نے خود کو رضاکارانہ طور پر خطرے میں نہیں ڈالا ہونا چاہیے۔ اگر اس نے جان بوجھ کر خود کو ایسی صورتحال میں ڈالا ہے جہاں اسے خطرہ لاحق ہو سکتا ہے، تو وہ اکراہ میں نہیں ہوگا۔

مثالیں: اگر کسی شخص کو قتل کی دھمکی دے کر اسے کوئی جرم کرنے پر مجبور کیا جائے، تو وہ اکراہ میں ہوگا۔ اگر کسی شخص کو اس کی عزت و آبرو کو نقصان پہنچانے کی دھمکی دے کر اسے کوئی جرم کرنے پر مجبور کیا جائے، تو وہ اکراہ میں نہیں ہوگا۔ اگر کسی شخص کو مستقبل میں کسی خطرے کا ڈر کر اسے کوئی جرم کرنے پر مجبور کیا جائے، تو وہ اکراہ میں نہیں ہوگا۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر کسی ایسے علاقے میں جاتا ہے جہاں اسے خطرہ لاحق ہو سکتا ہے، اور اسے وہاں کوئی جرم کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے، تو وہ اکراہ میں نہیں ہوگا۔

فقہی حکم: پاکستانی قانون میں اکراہ کی شرائط فقہی احکام سے کافی حد تک مماثلت رکھتی ہیں۔ تاہم، کچھ جزئی اختلافات بھی موجود ہیں۔ مثال کے طور پر، پاکستانی قانون میں اکراہ صرف جان لیوا خطرے کی صورت میں ہی قابل قبول ہے، جبکہ فقہ میں مال یا عزت و آبرو کے نقصان کا خطرہ بھی اکراہ کے لیے کافی ہو سکتا ہے۔

Al-Qirtas ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

پاکستانی قوانین وفقہ اسلامی میں شرائط اکراہ کا تقابل

1۔اپنی دھمکی پر مکرہ کا قادر ہونا

پاکستانی قانون کی اس شرط کے مطابق، مکرہ کا اپنی دھمکی پر قادر ہونا ضروری ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ مکرہ کے پاس دھمکی کو عملی جامہ پہنانے کی صلاحیت ہونی چاہیے۔

فقہ اسلامی میں بھی یہی شرط موجود ہے۔جمہور فقہائے کرام کے نزدیک، کوئی بھی شخص جو دھمکی دینے پر قادر ہو، وہ اکراہ کا باعث بن سکتا ہے۔تاہم، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک، اکراہ کے لیے سلطان وحاکم وقت کی شرط ہے۔

اس شرط میں پاکستانی قانون اور فقہ اسلامی کے درمیان ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ پاکستانی قانون میں مکرہ کی کوئی خاص حیثیت نہیں ہے، جبکہ فقہ اسلامی میں مکرہ کا حاکم یا سلطان ہونا ضروری ہے۔تاہم، یہ فرق زمانے کے اختلاف اور تغیر و تبدل پر محمول ہے۔آج کے دور میں، جب حکومتیں کمزور ہوگئی ہیں اور جرائم کی شرح میں اضافہ ہوگیا ہے، امام ابو حنیفہؒ کی شرط بھی عملی طور پر ناقابل عمل ہوگئی ہے۔

تقابل

شرط	پاکستانی قانون	فقہ اسلامی
مکرِہ کا اپنی دھمکی پر قادر ہونا	ضروری	ضروری
مکرہ کی حیثیت	کوئی خاص حیثیت نہیں	حاکم یا سلطان ہونا ضروری

نتیجہ

پاکستانی قانون اور فقہ اسلامی میں شرائط اکراہ میں کچھ بنیادی فرق موجود ہیں۔تاہم، ان اختلافات کی وجہ زمانے کا اختلاف اور تغیر و تبدل ہے۔آج کے دور میں، دونوں نظاموں میں شرائط اکراہ میں کافی حد تک مماثلت ہے۔

2۔مکرَہ کو اس بات کا ظنِ غالب ہونا کہ مطلوبہ عمل نہ کرنا اس کے فوری ہلاکت کا باعث ہوگا۔

شرط دوم کے لحاظ سے پاکستانی قوانین اور فقہ اسلامی کا تقابل کرتے ہوئے، ایک معتبر موازنہ ظاہر ہوتا ہے۔اس شرط کے مطابق، مکرَہ کرنے والے کو اس بات کا ظن ہونا ضروری ہے کہ اگر مطلوبہ عمل نہ کیا گیا تو فوری ہلاکت ہوگی۔

پاکستانی قوانین میں بھی، جرم کے اثرات کے حوالے سے اس ضرورت کو شامل کیا جاتا ہے۔اگر کسی شخص کا مکرَہ کرنے سے ایسا اندیشہ ہو کہ اس کا نتیجہ فوری ہلاکت ہوگی، تو اس کی کارروائی کو بہتری سے سمجھا جاتا ہے۔

فقہ اسلامی میں بھی، اس شرط کو مختلف روایات میں مد نظر رکھا گیا ہے۔جمہوری فقہاء میں اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ مکرَہ کرنے والے کو فوری ہلاکت کا خدشہ ہونا ضروری ہے۔تاہم، مالکی فقہ کے مطابق اس شرط کی قید ضروری نہیں ہوتی، بلکہ دوسرے امور بھی مد نظر رکھے جاتے ہیں۔

اختلاف الفاظ ہونے کے باوجود، عموماً دونوں مواقع پر مکرَہ کرنے والے کی فوری ہلاکت کا خدشہ ضروری مانا جاتا ہے۔لیکن اس امر پر فیصلہ کرنے کے لئے مختلف مواقع اور حکمت عملی کو بھی مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

3۔ مطلوبہ عمل مکرَہ راضی وخوشی سے کرنے پر تیار نہ ہو۔

پاکستانی قانون میں بھی اور فقہا کرام کی رائے میں بھی موجود ہے۔اس شرط کے مطابق، اگر کوئی شخص مکرَہ کام کو اپنی رضا وخوشی سے نہیں کرنے کے لئے تیار نہیں ہے، تو اس عمل کو انجام دینے سے اُسے مجرم نہیں مانا جائے گا۔

اسی طرح، فقہا کرام کی رائے میں بھی اس شرط کی وضاحت کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص مکرَہ عمل کو خوشی سے نہیں کرنے کے لئے تیار نہیں ہے، تو وہ اس عمل کو انجام دینے سے گناہ گار نہیں ہوگا۔

لیکن اگر شخص اس عمل کو راضی ہو، تو پاکستانی قانون اور اسلامی فقہ کے مطابق، اس کو گناہ گار اور مجرم متصور کیا جائے گا۔ یہ ایک اہم نکتہ ہے کہ رضا وخوشی سے ایک مکرَہ کام کو انجام دینے سے بھی شخص کو جرم کی سزا کا سامنا ہو سکتا ہے۔

4۔ معمولی نقصان کی دھمکی نہ ہو جو کہ مکرَہ کے لیے قابل برداشت ہو۔

اسلامی فقہ میں اور پاکستانی قانون میں دونوں میں قابل برداشت نہیں مانی جاتی۔اس شرط کی رو سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کسی نے کسی کو معمولی نقصان کی دھمکی دی، تو وہ قانوناً اور شرعاً مجرم متصور ہوگا۔

ایسی دھمکیاں جو کسی کے مالی یا جانی مفادات کو متاثر کرتی ہوں اور جو کسی شخص کے حقوق کی خلاف ورزی ہوں، فقہا کرام اور قانون دونوں کے مطابق مجرمیت کی بنیاد بنتی ہیں۔ایسی دھمکیوں کا انجام دینا، قانونی اور شرعی طور پر قابل موافقت نہیں ہوتا۔

اس شرط کے تحت، اگر کوئی شخص معمولی نقصان کی دھمکی دے، تو اس کو مجرم متصور کیا جائے گا، چاہے وہ شرعاً ہو یا قانونی طور پر۔ اسلامی فقہ اور پاکستانی قانون میں اس اصول پر اتفاق ہے کہ دھمکیاں جو دوسرے کے مفادات کو متاثر کرتی ہیں، قابل موافقت نہیں ہوتیں اور ان کا انجام دینا جرم ہوتا ہے۔

اتلاف مال کی دھمکی اور فقہائے کرام کے اقوال

فقہائے مالکیہ:

- **امام مالکؒ:**(xxxii) مال کی مقدار کی کوئی قید نہیں، خواہ مال قلیل ہو یا کثیر، اکراہ متحقق ہوگا۔
- **امام اصبغ بن الفرجؒ:**(xxxiii) مال کی دھمکی سے اکراہ متحقق نہیں ہوتا، خواہ مال قلیل ہو یا مال کثیر۔
- **ابن ماجشونؒ:**(xxxiv) مال کثیر کی دھمکی سے اکراہ متحقق ہوگا، مال قلیل سے نہیں۔ مالکیہ کے متاخرین علما نے ابن ماجشون کی رائے کو ترجیح دی ہے۔

فقہائے شافعیہ:

اکراہ کا اصول یہ ہے کہ مکرہ اپنے آپ کو دھمکی سے عاجز سمجھے اور اسے مہدد بہ سے ضرر کا خطرہ ہو۔ اگر مال کے اتلاف سے مکرہ کو ضرر کا خطرہ ہو تو اکراہ شرعاً معتبر ہوگا۔(xxxv)

فقہائے حنابلہ:

فقہائے شافعیہ کی طرح، مال کے اتلاف سے ضرر کا خطرہ ہونے کی صورت میں اکراہ کا تحقق ہوگا۔ مال قلیل کے اتلاف کی دھمکی کو اکراہ نہیں سمجھا جاتا۔(xxxvi)

فقہائے احناف:

امام ابو حنیفہؒ: مال کے اتلاف کی دھمکی سے اکراہ متصور و متحقق نہیں ہوگا، خواہ کتنی ہی مقدار کے مال کے اتلاف کی دھمکی ہو۔

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

متاخرین احناف:ایک رائے :کل مال کے اتلاف کی دھمکی سے اکراہ متحقق ہو گا۔**دوسری رائے** :اتنامعتدبہ مال ہوناچاہیے جس سے مکرہ کو ضرر کا خطرہ ہو تو اکراہ متحقق ہو گا۔[xxxvii]

خلاصہ:اکثر فقہائے کرام کے نزدیک، اگر مال کے اتلاف سے مکرہ کو ضرر کا خطرہ ہو تو اکراہ متحقق ہو گا۔مال کی مقدار کا تعین ہر فقہ کے نزدیک مختلف ہو سکتا ہے۔فقہائے احناف میں امام ابو حنیفہؒ کے علاوہ باقی علما مال کے اتلاف کی دھمکی کو اکراہ میں شمار کرتے ہیں۔

اتلاف مال کی دھمکی اور پاکستانی قانون کا تقابلی جائزہ

فقہی نقطہ نظر:

اکثر فقہائے کرام کے نزدیک، اگر مال کے اتلاف سے مکرہ کو ضرر کا خطرہ ہو تو اکراہ متحقق ہو گا۔مال کی مقدار کا تعین ہر فقہ کے نزدیک مختلف ہو سکتا ہے۔فقہائے احناف میں امام ابو حنیفہؒ کے علاوہ باقی علما مال کے اتلاف کی دھمکی کو اکراہ میں شمار کرتے ہیں۔

پاکستانی قانون:

پاکستان کے قوانین میں مال کی اتلاف کی دھمکی کو اکراہ میں شمار کیا گیا ہے۔یہ حکم "Prohibition (Enforcement of hudood) order no.4 1979 article 6(a)" میں مذکور ہے[xxxviii]۔یہ حکم امام مالکؒ کی ایک رائے اور متاخرین فقہائے کرام کے اختیار کردہ قول کے مطابق ہے۔

تقابل: فقہی نقطہ نظر اور پاکستانی قانون میں اتلاف مال کی دھمکی کو اکراہ سمجھنے میں اتفاق ہے۔فقہ میں مال کی مقدار کا تعین مختلف ہو سکتا ہے، جبکہ قانون میں اس کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔امام ابو حنیفہؒ کے علاوہ باقی فقہائے کرام اور پاکستانی قانون کا موقف ایک جیسا ہے۔

نتیجہ:اتلاف مال کی دھمکی اور اکراہ کے تعلق سے فقہی نقطہ نظر اور پاکستانی قانون میں کافی حد تک اتفاق ہے۔

کونسی دھمکی معتبر ہو گی یہ امر فقہائے کرام میں مختلف آراء کے بارے میں مبادلہ رائے ہے۔امام احمد بن حنبل[xxxix] (رحمہ اللہ) کی رائے کے مطابق، اگر کسی کو صرف ڈرانے کیلئے دھمکی دی جائے، جیسے کہ صرف زمینی خوف کی وجہ سے، بغیر کسی واقعی نقصان کے، تو ایسی دھمکی سے اکراہ متصور نہیں ہو گا۔یعنی اگر دھمکی کی جائے تو ایک جانبہ دھمکی کے تحت اکراہ کا تصور نہیں کیا جائے گا۔[xl]۔

حضرت عمر بن الخطاب[xli] (رضي الله عنه) کی رائے کے مطابق بھی، اگر کسی کو صرف ڈرانے کیلئے دھمکی دی جائے، تو اس سے اکراہ کا تصور نہیں کیا جائے گا۔[xlii]

کبھی کبھار دھمکی کو مستقبل کی حالت کی نقطہ نظر سے دیا جاتا ہے، یعنی اگرچہ واقعتاً دھمکی کی اثرات مستقبل میں واقع نہ ہوں، لیکن اس کا اثر محسوس ہوتا ہے۔اس مفہوم کو بعض اوقات **"اکراہ برائے مستقبل"** کہا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر، اگر کوئی شخص اپنے قریبی رشتہ دار کو دھمکی دے کر اسے نقصان پہنچانے کی بات کرے، تو اس کو اکراہ کے تحت مد نظر رکھا جا سکتا ہے، چاہے واقعتاً نقصان پہنچانے کی صورت حال واقع نہ ہو۔اس موقع پر، قانونی اصول اور عدلیہ کو واقعیت کے ساتھ ساتھ مستقبل کی صورتحال کو بھی دیکھنا ہوتا ہے اور اگر دھمکی کی صورت میں ممکنہ نقصان کی پیشگوئی کی جا سکتی ہو، تو اسے اکراہ کے تحت روکا جاتا ہے۔

اس طرح کی قانونی تصمیمات کی بنیاد پر، دھمکی کو مستقبل کی حالت کو دیکھتے ہوئے بھی اکراہ کے تحت قرار دیا جا سکتا ہے۔

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

عملی طور پر اس موضوع میں اختلاف رائے ہے، اماں احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) اور دیگر فقہاء کی رائے کے مطابق جب کوئی شخص کسی کو دھمکی دے کر صرف اذیت اور تکلیف پہنچاتا ہے بغیر کسی واقعی نقصان کے، تو اس صورت میں اکراہ متصور نہیں ہوگا۔ لیکن، دیگر فقہاء کی رائے کے مطابق، دھمکی کو مستقبل کے حوالے سے دیا جاتا ہے، اور جو دھمکی دی جائے، چاہے مستقبل میں ایسی صورت حال واقع نہ ہو، اسے اکراہ کے تحت مد نظر رکھا جاتا ہے۔

پاکستانی قوانین اور فقہ اسلامی میں اکراہ کا تقابلی جائزہ

تعزیرات پاکستان کی دفعہ 503

تعزیرات پاکستان کی دفعہ 503 میں اکراہ کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"جو کوئی شخص کسی اور شخص کو اس کے جسم یا نیک نامی یا مال کو یا کسی شخص کے جسم یا نیک نامی کو جس سے وہ شخص عرض رکھتا ہے، نقصان پہنچانے کی دھمکی دے اس نیت سے کہ اس کو خوف میں ڈالے یا اس سے کوئی ایسا فعل کرائے جس کا کرنا اس پر قانوناً واجب نہیں ہے یا اس سے کوئی ایسا فعل ترک کرائے جس کے کرنے کا وہ قانوناً مستحق ہے، تاکہ وہ ارتکاب یا ترک فعل اس دھمکی کی تکمیل کے انسداد کا وسیلہ ہو تو شخص مذکور تخویف مجرمانہ کا مرتکب ہوگا۔ "(xliii)

فقہ اسلامی میں اکراہ

فقہ اسلامی میں اکراہ کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"وہ حالت جس میں کسی شخص کو کسی کام کو کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے، چاہے وہ اسے کرنا نہ چاہتا ہو۔ یہ دھمکیوں، تشدد، یا دیگر دباؤ کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔"

تقابلی جائزہ: پاکستانی قوانین اور فقہ اسلامی میں اکراہ کی تعریف میں بنیادی فرق یہ ہے کہ پاکستانی قوانین میں اکراہ کی تعریف میں دھمکی دینے والے شخص کی نیت کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق، اکراہ صرف اس صورت میں متحقق ہوگا جب دھمکی دینے والے شخص کی نیت دھمکی دیے جانے والے شخص کو خوف میں ڈالنے یا اس سے کوئی ایسا فعل کروانے یا ترک کروانے کی ہو جس کا کرنا یا ترک کرنا اس پر قانوناً واجب یا مستحق نہیں ہے۔

فقہ اسلامی میں اکراہ کی تعریف میں دھمکی دینے والے شخص کی نیت کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق، اکراہ صرف اس صورت میں متحقق ہوگا جب دھمکی دی جانے والی چیز جان، مال، یا عزت نفس سے متعلق ہو اور اس کا وقوع ہونے کا امکان ہو۔

مذہب اور قانون میں فرق

مذہب اور قانون دو مختلف نظامات ہیں جن کے مقاصد بھی مختلف ہیں۔

مذہب ایک اخلاقی نظام ہے جو انسانوں کو ایک معین عقائد، اقدار، اور عملیات پر مبنی راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس کا مقصد انسانوں کو نیک، صالح، اور اخلاقی بنیادوں پر مبنی زندگی گزارنے کی سکھائی دینا ہے۔ مذہب مختلف تاریخی، ثقافتی، اور معاشرتی مواقع پر مبنی ہوتے ہیں اور مختلف مذاہب اپنی مخصوص روایات اور عقائد کے مطابق انسانوں کو راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

قانون، دوسری جانب، ایک سماجی نظام ہے جو ایک معین علاقے یا ملک کی معاشرتی اور سیاسی حیثیت کو مد نظر رکھتے ہوئے انسانوں کی روابط کو تنظیم دینے کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس کا مقصد معاشرتی امن و امان، انصاف، اور برابری کی فراہمی ہوتی ہے۔ قانون کو عموماً حکومت کے ذریعے بنایا جاتا ہے اور اس کی پاسداری بھی حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

اختتامی طور پر، مذہب اور قانون دونوں اہم اور مختلف نظامات ہیں جو انسانوں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو تنظیم دینے میں مدد فراہم کرتے ہیں، مگر ان کے مقاصد اور زمرہ کاری مختلف ہوتے ہیں۔

مذہب اور قانون کے مقاصد میں فرق کی وجہ سے ان کے نقطہ نظر میں بھی فرق ہوتا ہے۔ مذہب کا نقطہ نظر اخلاقی ہے جبکہ قانون کا نقطہ نظر سماجی ہے۔

نتیجہ: پاکستانی قوانین اور فقہ اسلامی میں اکراہ کی تعریف میں کچھ فرق ہے۔ یہ فرق مذہب اور قانون کے مقاصد میں فرق کی وجہ سے ہے۔

عزیز و اقارب کو تکلیف دینے کی دھمکی سے اکراہ کا تحقق

فقہ اسلامی میں اکراہ کے حوالے سے ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو اس کے عزیز و اقارب کو تکلیف دینے کی دھمکی دی جائے تو کیا اس سے اکراہ متحقق ہو گا یا نہیں۔

اس بارے میں فقہائے کرام کی مختلف آراء ہیں۔

مالکی فقہا: مالکی فقہا کے مطابق مذکورہ بالا صورت میں بھی اکراہ متحقق ہو گا۔ ان کے دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ انسان اپنے عزیز و اقارب سے محبت کرتا ہے اور ان کی تکلیف سے اسے تکلیف پہنچتی ہے۔ اس لیے، اگر کسی شخص کو اس کے عزیز و اقارب کو تکلیف دینے کی دھمکی دی جائے تو اس سے اس پر دباؤ پڑے گا اور وہ ایسا کام کرنے پر مجبور ہو سکتا ہے جو وہ نہیں کرنا چاہتا۔ (xliv)

احناف: احناف میں اس مسئلہ پر دو رائے ہیں۔ ایک رائے کے مطابق مذکورہ صورت میں اکراہ متحقق نہیں ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اکراہ کا تعلق شخص کی اپنی ذات سے ہوتا ہے، اس کے عزیز و اقارب سے نہیں۔ دوسری رائے کے مطابق اگر دھمکی دی جانے والا عزیز و اقارب ذی رحم محرم ہو تو اکراہ متحقق ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ذی رحم محرم کے ساتھ انسان کا تعلق بہت گہرا ہوتا ہے اور ان کی تکلیف سے اسے بہت زیادہ تکلیف پہنچتی ہے۔ (xlv)

شافعی: شافعی فقہا کے مطابق اگر دھمکی کا تعلق مکرہ کے ذی رحم رشتہ دار جیسے بیٹا، بیٹی، والدہ، والد وغیرہ سے ہو تو یہ اکراہ متحقق ہوگ (xlvi) ا۔ ان کے دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"جو شخص کسی مسلمان کو ڈرا کر اس سے اس کا مال لے لے تو وہ اسے جنت سے نکال کر دوزخ میں داخل کر دے گا۔"

حنابلہ: حنابلہ کے مطابق اگر دھمکی کا تعلق مکرہ کے باپ اور بیٹے سے ہو تو یہی اکراہ ہو گا۔ اس کے علاوہ دیگر کے ساتھ اکراہ متحقق نہیں ہو گا۔ (xlvii)

نتیجہ: فقہ اسلامی میں مکرہ کے قریبی رشتہ داروں کے نقصان دینے کی دھمکی کو بعض اوقات اکراہ میں شمار کیا جاتا ہے، اور اکثریت فقہائے کرام کی رائے بھی اسی سمت میں ہے۔ لیکن، اس مسئلے پر بعض فقہا کے درمیان اختلاف بھی ہے، جو مختلف معیارات اور حالات کی روشنی میں اپنی تشریح کرتے ہیں۔

اس اختلاف کا وجود اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ فقہ اسلامی میں بھی مسائل کی تفصیلات اور مواقع کے مطابق مختلف فقہی مکتبے اور مذاہب کی روایتیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح، اکراہ کی معیاریں اور شرائط بھی مختلف فقہائے اور مذاہب کے درمیان مختلف ہو سکتی ہیں۔

اس حساب سے، فقہ اسلامی کی اس مسئلے میں اختلافات کو سمجھنا اہم ہے، اور ہمیں اس بات کو قبول کرنا چاہیے کہ مختلف فقہی مکتبوں کی رائے میں ممکن ہے مختلفیت ہو۔

پاکستانی قانون سے تقابل

تعزیرات پاکستان کی دفعہ 299(g)

تعزیرات پاکستان کی دفعہ 299 (g) میں اکراہ تام کی تعریف یوں کی گئی ہے:

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

"اکراہ تام سے کسی شخص، اس کے زوج یا اس کے ایسے خونی رشتہ داران جو شادی کے ممنوعہ درجہ کے ہوں، کو کسی فوری ہلاکت، یا جسم کے کسی عضو کو فوری یا مستقل طور پر ناکارہ کر دینے کے خوف میں یا خلاف وضع فطری یا زنا بالجبر نشانہ بنائے جانے کے خوف میں مبتلا کر نا مراد ہے۔"(xlviii)

فقہ اسلامی سے تقابل: پاکستانی قانون میں مذکورہ بالا تعریف کے مطابق، اگر کوئی شخص اپنے قریبی رشتہ دار کو نقصان پہنچانے کی دھمکی دے، تو اس عمل کو اکراہ کے تحت مکروہ قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے مطابق، اسلامی فقہ میں بھی ایسی ہندسہ کی نشاندہی کی گئی ہے کہ جس طرح ایسے عمل کرنا مکروہ ہے۔

اسلامی فقہ میں بھی انصاف اور محبت کی بنیادوں پر قائم توازن کو اہمیت دی جاتی ہے، اور اگر کوئی شخص اپنے قریبی رشتہ دار کو نقصان پہنچائے، تو اسلامی فقہ میں بھی اس عمل کو مکروہ قرار دیا جائے گا۔ اسلامی فقہ میں خواتین، بچوں، اور اہلیہ کی حفاظت کو بہت اہمیت دی جاتی ہے، اور ایسی دھمکیاں یا زیادتی کی منسوخ ہے۔

پاکستانی قانون اور اسلامی فقہ دونوں میں قریبی رشتہ دار کو نقصان پہنچانے کی دھمکی کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان یہ تشابہ نشان دہ ہے کہ پاکستانی قانون کی اصول اور اسلامی فقہ کی اصول میں بہت سمجھوتہ اور مشابہت ہے۔

فقہ اسلامی میں اختلاف: حنابلہ فقہ کی روایت کے مطابق، اگر کوئی شخص دھمکی دے کر کہہ دے کہ وہ کسی مخصوص عمل کو کرے گا، اور اس دھمکی کا تعلق مکرہ کے باپ اور بیٹے سے ہو، تو یہی دھمکی حنابلہ فقہ کے لحاظ سے اکراہ ہو گی۔ ان کی نظر میں، اس صورت میں اس شخص کی دھمکی پر عمل کرنے کا امکان ظاہر ہوتا ہے اور اس لئے اکراہ کی کارروائی کی جاتی ہے۔

لیکن دوسری مذاہب اور فقہی مکتبے میں اس مسئلے پر اختلافات ہو سکتے ہیں، اور وہ مختلف معیارات اور ضوابط کے مطابق دھمکی کی اکراہ کی شرائط کو دیکھتے ہیں۔ بعض مذاہب اور فقہا کو دھمکی کی شرائط کم سختی سے لینے کی ترجیح ہوتی ہے، جبکہ دوسرے مذاہب اور فقہا کو زیادہ سخت شرائط پسند ہوتی ہیں۔

یہ توضیح حنابلہ فقہ کی مخصوص روایت کے بارے میں ہے، جو کہ ایک خاص فقہی مکتبہ ہے، لیکن اس سوال پر دوسرے فقہاو مذاہب کی نظریات بھی مختلف ہو سکتی ہیں۔

نتیجہ: مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستانی قانون اکراہ کے حوالے سے فقہ اسلامی کے جمہور فقہائے کرام کے رائے کے مطابق ہے۔ تاہم، بعض فقہا کے درمیان اس مسئلہ پر اختلاف بھی ہے۔

فقہ اسلامی اور پاکستانی قانون میں اختلافات کی وجوہات

فقہ اسلامی اور پاکستانی قانون میں اختلافات کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

فقہ اسلامی کے احکامات قرآن و سنت سے اخذ کیے جاتے ہیں جبکہ پاکستانی قانون انسانی ذہانت کی پیداوار ہے۔ فقہ اسلامی کا دائرہ کار وسیع ہے جبکہ پاکستانی قانون کا دائرہ کار محدود ہے۔ فقہ اسلامی کے احکامات میں جمود نہیں ہوتا جبکہ پاکستانی قانون میں وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔

نتیجہ: فقہ اسلامی اور پاکستانی قانون میں اکراہ کی شرائط میں کافی حد تک اتفاق ہے۔ تاہم، کچھ جزوی اختلافات بھی موجود ہیں۔ یہ اختلافات مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر ہو سکتے ہیں۔

مصادر و مراجع:

(i) ابن منظور الإفریقی، جمال الدین، لسان العرب، دار صادر — بیروت، 1414ھ، ج13 ص534

(ii) ایضا، ج13 ص353،

(iii) کاسانی، علاء الدین، أبو بکر بن مسعود بن أحمد الحنفی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج7 ص175، دار الکتب العلمیہ، 1406ھ-1986ء

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

(iv) سرخسی، محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة، المبسوط، ج24 ص38، دار المعرفه – بیروت، 1414ھ-1993ء

(v) امام شافعی، أبو عبد اللہ محمد بن إدریس، الأم، ج3 ص240، دار المعرفہ – بیروت، 1410ھ/1990ء

(vi) أکمل الدین، أبو عبد اللہ، محمد بن محمد بن محمود، العنایۃ شرح الہدایہ، ج9 ص232، دار الفکر (س-ن)

(vii) المبسوط، ج24 ص39

(viii) المغنی، ج7 ص384

(ix) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج7 ص176

(x) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج7 ص176

(xi) نووی، أبو زکریا محیي الدین یحیی بن شرف، روضۃ الطالبین، ج8 ص58، المکتب الإسلامی، بیروت، 1412ھ-1991ء/ المغنی، ج7 ص384/ الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج6 ص4434

(xii) مرغینانی، علی بن أبي بکر، الهدایہ، ج3 ص272، دار احیاء التراث العربي - بیروت - لبنان (س-ن)

(xiii) المبسوط، ج24 ص39/ خرشی، شرح مختصر خلیل، ج8 ص11، دار الفکر للطباعہ۔ بیروت (س-ن)/ مغنی المحتاج إلى معرفۃ معانی ألفاظ المنهاج، ج4 ص471

(xiv) المبسوط، ج24 ص39

(xv) مغنی المحتاج إلى معرفۃ معانی ألفاظ المنہاج، ج4 ص471

(xvi) بدر الدین أبو الفضل محمد، بدایۃ المحتاج فی شرح المنہاج، ج3 ص229، دار المنہاج للنشر والتوزیع، جدۃ - المملکۃ العربیہ السعودیۃ، 1432ھ-2011ء

(xvii) أبو الحسن، علی بن أحمد حاشیہ العدوی علی شرح کفایۃ الطالب الربانی، ج2 ص79، دار الفکر – بیروت، 1414ھ-1994ء

(xviii) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج7 ص191/ علاء الدین، أبو الحسن الحنبلی، الإنصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف، ج12 ص133، دار احیاء التراث العربی (س-ن)/ مقدسی، موسی بن أحمد، الإقناع فی فقہ الإمام أحمد بن حنبل، ج4 ص5، دار المعرفہ بیروت - لبنان (س-ن)

(xix) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، 7 ص176

(xx) الأشباہ والنظائر،، ص209

(xxi) فتح الباري، ج12 ص311

(xxii) المغنی، ج7 ص384

(xxiii) دسوقی، محمد بن أحمد ابن عرفہ المالکی، حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر، ج4 ص244، دار الفکر (س-ن)/ شرح مختصر خلیل للخرشی، ج4 ص34

(xxiv) رد المحتار علی الدر المختار، ج6 ص129

(xxv) الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج6 ص4435

(xxvi) الأشباہ والنظائر للسیوطی ص95، 96/ الأشباہ والنظائر لابن نجیم ص85، 88

(xxvii) ابن نجیم، زین الدین بن إبراھیم المصری، البحر الرائق، ج8 ص80، دار الکتاب الإسلامی، 1138ھ

(xxviii) زیلعی، عثمان بن علی الحنفی، تبیین الحقائق، ج5 ص190، المطبعۃ الکبری الأمیریہ - بولاق، القاہرہ، 1313ھ

(xxix) الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج6 ص4436-4435

(xxx) نفس مصدر

(xxxi) The Pakistan Penal Code, Act XLV of 1860, Sec:94

Al-Qirtas ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

(xxxii) نام مالک اور کنیت ابو عبداللہ ہے۔انس بن مالک اصبحی کے فرزند تھے،جو یمن کے شاہی خاندان حمیر کی شاخ صبح سے تھے۔آپ 93ھ میں پیدا ہوئے۔امام مالک کے گھرانے کو علم سے بہت اختصاص تھا۔آپ کے دادا مالک اور چچا ابو سہیل ناصع مدینہ کے مشہور و معروف محدث تھے۔آپ نے احادیث کا ایک مجموعہ موطا نام خود مرتب کیا،اس سے حدیث اور فقہ کا درس دیتے تھے۔ فقہی مسائل کی کوئی کتاب آپ نے اپنے ہاتھ سے مدون نہیں کیا۔آپ کے اکثر مسائل المدونہ الکبریٰ میں محفوظ ہیں۔آپ نے 179ھ میں اس دار فانی سے رحلت کیا۔(سیر أعلام النبلاء،ج7ص150)

(xxxiii) آپ کا نام اصبغ بن الفرج ابن سعید بن نافع ہے، مصر کے بہت بڑے امام اور مفتی رہے،آپ ایک متقی فقیہ عالم تھے۔لوگ امام شافعی کے آنے سے پہلے آپ سے علم حاصل کرنے کے لیے آتے تھے۔ قابل ثقہ بزرگ تھے۔امام بخاری کے استاد یحی بن معین اور خود امام بخاری کے بھی استاد تھے۔(سیر أعلام النبلاء،65:9)

(xxxiv) آپ کا نام ابو مروان عبدالملک بن امام عبدالعزیز بن عبداللہ تھا،ابن الماجشون سے مشہور ہے۔امام مالک کے خصوصی تلامذہ میں تھے۔فصاحت میں مشہور تھے۔اپنے زمانے میں مدینہ منورہ کے مفتی تھے۔آخری عمر میں نابینا ہوئے تھے۔(سیر أعلام النبلاء،422:8)

(xxxv) ھیتمی، أحمد بن محمد بن علی بن حجر ،تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج ،ج8ص37،المکتبۃالتجاریہ الکبری،1357ھ- 1983ء/ کشاف القناع عن متن الِاقناع،ج5ص236

(xxxvi) ھیتمی، أحمد بن محمد بن علی بن حجر ،تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج ،ج8ص37،المکتبۃالتجاریہ الکبری،1357ھ- 1983ء/ کشاف القناع عن متن الِاقناع،ج5ص236

(xxxvii) البحر الرائق،ج8ص82/ تفسیر القرطبّی،ج10ص187

(xxxviii) Prohibition (Enforcement of hudood) order no.4 1979 article 6(a)

(xxxix) امام احمد بن حنبل نے 164ھ میں بغداد میں ولادت پائی۔آبائی شہر مرو کی نسبت سے مروزی کہلاتے ہیں۔آپ قبیلہ بنو شیبان سے تھے۔آپ کے والد کا نام محمد اور دادا کا نام حنبل تھا۔آپ کے نام سے احمد بن حنبل مشہور ہوئے۔آپ کے والد ایک فوجی افسر تھے جبکہ دادا خرسان کے شہر سرخس کے گورنر تھے۔عباسی دور میں جب معتصم باللہ تخت نشین ہوا،تو یہ آپ کے لیے سخت ابتلاء اور ازمائش کا دور تھا۔آپ نے گراں قدر کتابیں لکھی، مثلاً التاریخ،الناسخ والمنسوخ،فضائل صحابہ،کتاب الرد علی الجہمیہ،کتاب الرد علی الزنادقہ ،المناسک الکبیر ،المناسک الصغیر،ان میں سب سے زیادہ شہرت آپ کی تالیف المسند کو ہے۔۔(تاریخ بغداد،413:4)

(xl) التشریع الجنائی،ج1ص565

(xli) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ،قرشی،عدوی،کنیت ابو حفص تھی اور لقب فاروق۔مکہ مکرمہ میں 40ق ھ/574ء کو پیدا ہوئے۔خلفائے راشدین میں سے دوسرے نمبر پر ہیں۔سب سے پہلے ان کو امیر المومنین کہہ کر پکارا گیا۔ جلیل القدر صحابی تھے۔نہایت شجاع ،جری اور بہادر تھے ۔ 13ھ کو خلیفہ منتخب ہوگئے۔ان کی عدالت ضرب المثل ہے۔ان کے دور خلافت میں شام، عراق ،بیت المقدس، مدائن اور مصر فتح ہوئے۔ بارہ ہزار مسجدیں بنوائیں،ہجری سن کی ابتدا آپ کے عہد زرین میں ہوئی۔آپ سے (537)اَحادیث روایت کی گئی ہیں۔23ھ/644ء کو فوت ہوئے۔ نمازِ جنازہ صہیب بن سنان رومی نے پڑھایا۔(قرطبّی، أبو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمری،الاستیعاب فی معرفۃالاصحاب،1144:3،ترجمہ(1878)، دارالجیل،بیروت،1412ھ-1992ء۔۔ابن اثیر،أبوالحسن علی بن أبی الکرم محمد بن محمد، أسد الغابۃ فی معرفۃالصحابۃ،137:4،ترجمہ(3830))دارالکتب العلمیۃ،1415ھ/1994ء

(xlii) المغنی ج7ص383

(xliii) The Pakistan Penal Code, Act XLV of 1860, Sec:503

(xliv) حاشیہ الدسوقیج2ص368

(xlv) بزدوی، عبدالعزیز بن أحمد علاءالدین البخاری الحنفی، کشف الأسرار،ج4ص383،دار الکتاب الِاسلامی (س-ن)

(xlvi) المبسوط ج24ص143-144/زین الدین، زکریا بن محمد بن زکریاالأنصاری، أسنی المطالب فی شرح روض الطالب،حاشیہ رملی الکبیر،ج3ص283، دار الکتاب الِاسلامی (س-ن)

(xlvii) المغنی ج7ص384/ابو نجاح، موسی بن أحمد،الِاقناع فی فقہ الِامام أحمد بن حنبل،ج4ص4،دار المعرفہ بیروت-لبنان (س-ن)

(xlviii) The Pakistan Penal Code, Act XLV of 1860, Sec:299(g)